شریعت کورٹ کے فیصلہ پر تبصرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے قرآن کریم کی آیات سے استنباط کرتے ہوئے جماعت پر یہ واضح کیا تھا کہ جہاں تک قرآنی تعلیم کا منشا اور مدعا ہے کوئی حکومت بھی جو انصاف سے عاری ہو اسلامی حکومت کہلانے کا حق نہیں رکھتی اور کوئی عدالت بھی جو انصاف سے عاری ہو شرعی عدالت کہلانے کا حق نہیں رکھتی۔ اس سلسلہ میں ایک اسلامی کہلانے والی حکومت میں جو کچھ انصاف کے نام پر ہو رہا ہے اسکی چند مثالیں میں نے آپ کے سامنے پیش کی تھیں۔ آج میں ایک ایسی عدالت کا ذکر کرتا ہوں جو شرعی کہلاتی ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ انصاف کے مطابق کام کر رہی ہے یا انصاف سے تہی ہے؟ اگر یہ قطعی طور پر ثابت ہو کہ وہ عدالت انصاف پر قائم نہیں تو قرآن کریم کی بات مانی جائے گی اس عدالت کا دعویٰ نہیں مانا جائے گا اور ہرگز کسی ایسی عدالت کو شرعی عدالت نہیں کہا جائے گا یا تسلیم نہیں کہا جاسکتا جو قرآن کی رو سے انصاف پر مبنی فیصلے نہیں کرتی۔

ہمارا جو معاملہ بعض احمدی وکیلوں نے پاکستان میں قائم کردہ ایک شرعی عدالت میں پیش کیا اس کے تفصیلی فیصلے کا تو ابھی انتظار ہے اور جب بھی وہ تفصیلی فیصلہ آئے گا یہ ان وکلا کا کام ہے جنہوں نے ابتدا میں مقدمہ پیش کیا تھا کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ آیا اسکی اپیل کسی بالا عدالت مثلاً سپریم کورٹ میں کرنی ہے یا نہیں کرنی اور جو دلائل وہ دیں گے ان کو دیکھیں کہ کس حیثیت سے ان دلائل کے اوپر بحث

ہونی چاہئے ۔ میرا یہ کام نہیں، میں تو صرف اس حصے سے متعلق کچھ بیان کروں گا کہ آیا اس عدالت کا فیصلہ قرآن کی رو سے مبنی بر انصاف ہے یا نہیں؟ اگر انصاف پر مبنی نہیں ہے اس کا حق بہر حال نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو شرعی عدالت سمجھے۔

فیصلے کا جو خلاصہ انہوں نے بڑا افراتفری میں فوری طور پر لکھ کر دیا ہے اس کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کیا گیا، جماعت احمدیہ کو کسی بنیادی حق سے محروم نہیں کیا گیا اور حکومت جماعت احمدیہ کو اجازت دیتی ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو چاہو تو نبی تسلیم کرو شوق سے کرو اور مسیح موعود مانتے ہو تو بیشک مانو۔ جب یہ دو باتیں تمہیں بتا دی گئی ہیں حکومت کی طرف سے کہ تم اپنے سلسلہ کے بانی کو نبی بھی یقین کرو اور مسیح موعود بھی تسلیم کرو تو پھر تمہیں کیا اعتراض ہے یا پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہارے بنیادی حقوق میں دخل اندازی ہو رہی ہے۔ یہ ہے خلاصہ اس منطق کا لیکن اس کے ساتھ ہی اسکے کچھ مخفی پہلو بھی ہیں۔

فیصلہ یہ ہے کہ اگر چہ تمہیں تو حق ہے بنیادی طور پر یہ تو حق ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نبی تسلیم کر لو لیکن نبی کے لوازمات اسکے متعلق استعمال نہیں کرنے۔ نبی جس چیز کو کہا جاتا ہے، اسکے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی نتیجہ بھی اس کے بارے میں ہم تمہیں اختیار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ مثلاً جب کوئی انسان کسی کو نبی تسلیم کرتا ہے تو وہ اسکے متعلق مسنون دعائیں جو نبی کے لئے ثابت ہیں قرآن سے بھی اور سنت سے بھی وہ خود بخود زبان پر آتی ہیں۔ **علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے بغیر کوئی شخص کسی نبی کا ذکر نہیں کرتا۔ تو عدالت کہتی ہے دیکھو! ہم نے تمہیں بنیادی حق سے تو محروم نہیں کیا، نبی تو تسلیم کرنے دیا ہاں نبی کے لوازمات ہم نہیں مانیں گے نبی والا سلوک نہیں کرنے دیں گے اس سے، صرف نبی تسلیم کرنے دیں گے اور تمہارے بنیادی حق پر کوئی بڑا اثر نہیں پڑتا۔ کہتے ہیں نبی جس کو تسلیم کیا جاتا ہے اسکی اطاعت بھی کی جاتی ہے اسکی تعلیم پر بھی عمل کیا جاتا ہے لیکن ہم تمہیں نبی تسلیم کرنے کی تو اجازت دیتے ہیں اسکی تعلیم پر عمل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتے، وہ تعلیم کیا ہے، جس کو ہم نے نبی تسلیم کیا اس نے ہمیں کیا کہا؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک

ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کار بند ہوں۔‘‘

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۳)

جس کو نبی سمجھتے ہو اسکی تعلیم پر عمل نہیں کرنا یہ اعلان بن گیا کیونکہ جس کو ہم نبی سمجھتے ہیں وہ تو یہ کہتا ہے جو میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تک مساجد پر اگر لکھنے کی اجازت نہ ہو تو کہا یہ جاتا ہے کہ اس میں انصاف میں کوئی فرق نہیں پڑا، سو فیصدی قرآن اور سنت کے مطابق تم سے معاملہ کیا جا رہا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ حکومت کے نمائندوں کے ساتھ پولیس اور بعض دفعہ فوج کے سپاہی آئے ہیں اور احمدیوں کو مجبور کیا گیا ہے کہ اپنی مساجد پر سے کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا مٹا ڈالیں اور بلا استثناء ہر موقع پر احمدی نے یہی جواب دیا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں مٹائیں گے نہ تمہارے ملاؤں کو مٹانے دیں گے۔ جو کچھ قیامت سر پر گزرتی ہے گزرے، جو تم نے کرنا ہے کرو، ہاں اگر حکومت اپنے ہاتھ سے مٹانا چاہتی ہے، اپنے کارندوں کے ذریعہ مٹوانا چاہتی ہے تو کرے خود ہم یہ لعنت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ حکومت کے نمائندوں نے یہ لعنت قبول کی اور اپنے ہاتھوں سے کلمات طیبات کو مٹایا گیا۔ ایک جگہ نہیں، دو جگہ نہیں، بیسیوں ایسی مثالیں ہیں اور ابھی عدالت عالیہ شرعیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ جو حرکتیں ہو رہی ہیں ان میں سے کوئی بھی شریعت کے خلاف نہیں، عین شریعت کے منشاء کے مطابق ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کا **نعوذ باللہ من ذلک** قرآن پر ایمان نہیں تو یہ حق تو تم دے چکے کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان ہے اور ان کی تعلیم پر ایمان ہے تو ان کی تعلیم تو وہ ہے جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے، اس میں تو سب سے اول کلمہ طیبہ ہے اور پھر نماز

اور اسکے لوازمات ہیں۔

دوسرا فیصلہ یہ ہوا کہ تمہیں حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے کی تو اجازت ہے لیکن جب وہ کہیں مسجدیں بناؤ تو مسجد کو مسجد کہنے کی اجازت نہیں اس کا نام گرجا رکھ لو، مندر رکھ لو جو بھی چاہو پسند کرو لیکن مسجد نہیں کہہ سکتے حالانکہ تمہارے امام نے تمہیں مسجد ہی بنانے کے لئے کہا ہے۔ اذان کے متعلق امام کا حکم ہے تو تم نے نہیں ماننا اسکی بجائے کچھ ڈھول بجاؤ، کوئی صور پھونکو جو چاہو کرو لیکن بہر حال اذان نہیں دینی اس سے دل شکنی ہو رہی ہے۔ تو ہر وہ حق جو نبوت کا ہے وہ چھین لیا گیا ہے اور محض نام میں نبی تسلیم کرنے کے حق کو یہ کہتے ہیں کہ یہ عین شریعت اسلامیہ کے مطابق اور مبنی بر انصاف فیصلہ ہے۔ اسکی مثال تو بالکل وہی بنتی ہے کہ کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تمہیں انسان کا بنیادی حق دینے پر کوئی اعتراض نہیں رکھتا۔ تم ہر انسان کے بنیادی حق کو استعمال کرنے کے مجاز ہو لیکن اسکی تشریح یہ ہے میں جب کہتا ہوں کہ تم انسان کہلانے کے مجاز ہو انسانی حقوق رکھنے کے مجاز ہو تو میری تشریح یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو انسان سمجھ سکتے ہو اور یہی مراد ہے انسانی حقوق سے لیکن تم انسانوں والی خوراک نہیں کھا سکتے۔ تمہیں گھاس پھوس کھانا پڑے گا اور وہ غذا جو جانور کھاتے ہیں ہر قسم کی وہ استعمال کرو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ انسان کہلانا اور بات ہے تمہارا بنیادی یہ حق ہے اس سے تمہیں باز نہیں رکھ رہے لیکن انسانوں کی طرح کھانا کھانے لگ جاؤ یہ کس طرح برداشت ہو سکتا ہے؟ انسان سمجھنے کا ہم تمہیں حق دیتے ہیں لیکن انسان کہلانے کا حق بھی نہیں دیتے۔ تم کہا نہ کرو اپنے آپ کو انسان کیونکہ اس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ تمہیں یہ تو حق ہے کہ تم انسان سمجھو اپنے آپ کو لیکن یہ حق نہیں ہے کہ زبان استعمال کرو کیونکہ کلام کرنا تو انسان کا کام ہے اور ہم تمہیں کسی حق سے محروم نہیں کر رہے۔ دیکھو ہم تمہیں کہتے ہیں تم اپنے آپ کو انسان سمجھو لیکن بولنا نہیں انسانوں کی طرح، ہم تمہیں کہتے ہیں تم اپنے آپ کو انسان سمجھو مگر انسانوں کی طرح لکھنا بھی نہیں ہے کیونکہ قلم استعمال کرنا جانور کو کب ہم نے حق دیا ہے، جانور کا تو کام ہی نہیں کہ قلم سے کام لے، ہنسنا انسان کا کام ہے ہم تمہیں حق دیتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو انسان سمجھو مگر ہنسنے کا حق نہیں دیتے۔ ہر وہ حق جو انسان کا ہے وہ چھین لیا اور انسان سمجھنے کی اجازت دے دی اور فیصلہ یہ ہے کہ تمہیں کسی بنیادی حق سے محروم نہیں کیا۔

اب اس کو انصاف کہیں گے یا ظلم کہیں گے یہ فیصلہ تو کرنے کا ایک طریق ہے وہ میں ابھی

آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں لیکن پہلے یہ تو سوچیں ان لوگوں کی عقلوں کو ہو کیا گیا ہے؟ دنیا میں پہلے بھی انبیاء کی مخالفت ہوئی ہے مگر اتنی بے وقوف اور اتنی پاگل قوم پہلے نہیں کبھی آپ نے دیکھی ہوگی۔ ہر چیز الٹ گئی ہے، جہالت کی حد ہے انسان سمجھنے دیں گے تمہیں اپنے آپ کو لیکن تم نے ایک کام بھی انسانوں والا نہیں کرنا اس سے انسانوں کی دلآزاری ہوگی۔ انسان سمجھیں گے کہ یہ بھی گویا ہم جیسا ہوگیا ہے، یہ تکلیف ہے ساری، یہ تو بائیبل کی تعلیم لگتی ہے قرآن کی تعلیم تو نہیں لگتی اور بگڑی ہوئی بائیبل کی تعلیم لگتی ہے کیونکہ سچی بائبل کی یہ تعلیم نہیں ہوسکتی۔ جو رویہ آج کی شرعی عدالت کا ہم سے کر رہی ہے وہ حضرت آدم کے زمانہ میں نعوذ باللہ من ذلک خدا نے آدم کے ساتھ اختیار کیا تھا۔

''اور خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا۔'' (پیدائش باب ۳ آیت ۲۱)

کتنا بڑا ظلم ہوگیا یعنی ہم سے مراد خدا اور فرشتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نعوذ باللہ من ذالک بائبل کے بیان کے مطابق کہ کتنا بڑا اندھیر ہوگیا ہے کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک طرح ہوگیا ہے۔

''اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔'' (پیدائش باب ۳ آیت ۲۲)

اگر وہ آگے بڑھ گیا اور کوئی زندگی بخش کوئی پھل کھا گیا تو پھر تو ہم بالکل ہی مارے جائیں گے کہ آدم زندہ ہو جائے۔

یہ تعلیم جو انسانی فہم سے بالا ہے اور ہر صاحب فہم یقین رکھتا ہے کہ لازماً یہ بعد میں کسی جاہل آدمی کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ تعلیم بائیبل میں خدا کی طرف منسوب کی ہوئی ہے۔ یہ تو سمجھ آسکتی ہے کہ کسی جاہل انسان نے بنائی ہو لیکن پہلے اس سے چند سال پہلے تک مجھے یہ نہیں سمجھ آیا کرتی تھی کہ وہ کس قسم کے انسان ہونگے جنہوں نے ایسی احمقانہ تعلیم بنائی ہوگی، اب سمجھ آگئی ہے کہ ایسے بھی ہو سکتے ہیں۔ جب تک دیکھا نہ جائے اس وقت تک کیسے پتہ چل سکتا ہے باقی تو نظریاتی باتیں ہیں صرف۔ تو وہ جو قصے تھے کہ ضرور کسی نے بنایا ہوگا یہ معاملہ ایسے بھی انسان ہوسکتے ہیں جو ایسی ایسی جاہلانہ تعلیمیں بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیں۔ تو ان قصوں کو آج ہم نے حقیقت میں دیکھا۔ آدم کا

زمانہ لوٹ آیا ہے اور ویسی باتیں بنانے والے انسان اور پھر خدا کی طرف منسوب کرنے والے آج بھی ویسے ہی ہیں۔ آج بھی ان باتوں کو بنا کر خدا کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے لیکن شریعت اول کی طرف نہیں شریعت آخر کی طرف۔ ابتدائی شریعت کی طرف نہیں بلکہ اس شریعت کی طرف جو اپنے ارتقاء کے انتہائی منازل طے کر چکی ہے گویا نعوذ باللہ آج بھی اس شریعت کی آواز یہ ہے کہ نیک و بد کی تمیز میں کوئی انسان ہم جیسا نہ ہو جائے ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ بھی انسان ہے۔

قرآن کریم کی تو یہ تعلیم نہیں۔ قرآن کریم میں جو خدا آنحضور ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے وہ تو بالکل اور ہے۔ خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران: ۳۲)

کہ اے محمد! ﷺ ہر اچھی چیز جو ہم نے تمہیں دی ہے۔ اعلان کر کہ آؤ اور اسے قبول کرو اور میرے جیسے بنتے چلے جاؤ۔ یہ ایسی نعمت نہیں ہے جس سے میں تمہیں محروم کرنے کے لئے آیا ہوں اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو دوڑ کر میری طرف آؤ اور میرے جیسا بننے کی کوشش کرو۔ جو کچھ میں کرتا ہوں وہ کرتے چلے جاؤ تو خدا بھی تم سے محبت کرنے لگے گا۔ کہاں یہ تعلیم اور کہاں بائبل کی وہ تعلیم کہ نیک و بد کی تمیز میں ہم جیسا نہ ہو جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس پاک کلام کی طرف یہ چیز آج منسوب کی جانے لگی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے آنحضرت ﷺ کے متعلق کہ ہم نے ساری دنیا کے لئے اسوہ بنا کر بھیجا ہے اور یہ اسوہ حسنہ ہے اور اسوہ حسنہ تو اسکو کہتے ہیں اس جیسا بنا جائے اور دعوت عام ہو تمام دنیا کے لئے کہ آؤ مجھ جیسا بن کے دکھاؤ۔ لوگ بننے کی کوشش کریں، ساری زندگیاں خرچ کر دیں اور مجاہدات کریں کچھ نہ کچھ تو ویسے ہو جائیں لیکن ویسا بن کر دکھا نہ سکیں بعینہ وہ چیز نہ بن سکیں۔

یہ وہ مقام محمدی ہے جسکو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے کہ ہم تمہیں نقالی سے منع نہیں کر رہے، ہم تمہیں یہ نہیں کہتے کہ محمدؐ جیسا نہ بننے کی کوشش کرو ورنہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچے گی۔ ہم تو ایک چیلنج دیتے ہیں کہ آؤ اور محمدؐ جیسا بننے کی کوشش کرو۔ ساری زندگیاں تم یہ مجاہدے کرتے رہو گے کچھ نہ کچھ ضرور بنو گے لیکن پھر بھی محمد ﷺ دوبارہ نہیں بن سکتے لیکن قانوناً روکا نہیں جا رہا، قانوناً

تو حکم دیا جارہا ہے کہ ضرور بنو۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شان الگ ہے جو باقی انسانوں کی طاقت میں نہیں ہے کہ ایسا ہو سکے ورنہ خدا تعالیٰ نے اگر نعوذ باللہ من ذلک بائیبل جیسی تعلیم قرآن میں دینی ہوتی تو پھر یہ کہنا چاہئے تھا کہ محمد ﷺ کی شان اتنی بلند ہے کہ ہم کسی کو اسکی Imitation (نقالی) کی اجازت نہیں دے سکتے۔ کوئی شخص بھی اگر نقل اتارے گا رسول اکرمؐ کی تو اسکو سزا ملنی چاہئے کہ گویا وہ نعوذ باللہ من ذلک محمدؐ بن رہا ہے۔ ایک یہ بھی تو رجحان ہو سکتا ہے۔ ایک یہ بھی طرز اختیار کی جاسکتی ہے کتنی بڑی گستاخی ہے یہ نہ ہو کہ لوگ کہیں اس کو محمد ﷺ ہی سمجھنے لگ جائیں نعوذ باللہ من ذلک۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اول تو یہ کہ ساری دنیا کی کوششیں محمدؐ پیدا کر ہی نہیں سکتیں لیکن دعوت یہ ہے کہ ضرور بننے کی کوشش کرو۔ یہ نہیں ہے کہ ویسا نہیں بننا ورنہ بے عزتی ہو جائے گی۔ یہ تعلیم تو اس زمانہ کی ایسی ایجاد بلکہ ایجاد تو نہیں کہنا چاہئے تکرار ہے آدم کے زمانہ کی اب دوبارہ جس کی تکرار کی جاری ہے، اگر اچھوں جیسا بننے کی کوشش کرو گے تو اچھوں کی بے عزتی ہو جائے گی اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ انصاف ہے اور شریعت کے عین مطابق ہے کس شریعت کے مطابق ہے؟ قرآنی شریعت میں تو اس کا کوئی اشارہ کوئی ذکر بھی نہیں ملتا۔ آنحضور ﷺ جیسا بننے کی کوشش کرنا اگر آنحضورؐ کی نعوذ باللہ من ذالک ہتک نہیں ہوتی تو عام مسلمان جیسا بننے سے عام مسلمان کی ہتک کیسے ہو جائے گی؟ تم نعوذ باللہ حضور اکرمؐ سے بڑھ کر معزز ہو خدا کی نظر میں کہ وہاں تو عام دعوت دی جارہی ہے کہ آؤ اور محمد مصطفیٰؐ بننے کی کوشش کرو اور یہاں یہ حکم دے رہی ہے شریعت کہ عام مسلمان جیسا بھی نہیں بننا ورنہ مسلمان کی بے عزتی ہو جائے گی۔

کوئی ایک ہو جہالت کی بات تو انسان اسے بیان بھی کر سکے یہاں تو جہالت کا ایک ایسا مرکب تیار ہوا ہے جیسے حکیم معجون بناتے ہیں جو دماغ میں چیز آتی ہے اسے بیچ میں ڈالتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ کوئی سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا چیز تھی وہ؟ جہالت کا ایک مرکب بن گیا ہے یہ فیصلہ اور بار بار یہ اعلان ہے کہ نہیں یہ تو تمہارے ساتھ عین انصاف ہے۔ تم یہ کہنے کا کیا حق رکھتے ہو کہ ہم ناانصافی کر رہے ہیں۔ تمہیں ہم نے حق دے دیا ہے نبی سمجھو یہ الگ بات ہے کہ ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ نبیوں جیسا سلوک بالکل نہیں کرنا، کوئی بات نہیں ماننی، جو حکم ہے اسکی نافرمانی کرنی ہے، اس سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ ہم تمہیں انسان کہتے ہیں، انسان جیسا سمجھتے ہیں لیکن ساتھ یہ بھی کہہ رہے

ہیں کہ انسانوں جیسی کوئی حرکت نہیں کرنی۔ چارہ پٹھا کھاؤ، چار پاؤں پر چلو بجائے دو ٹانگوں کے، انسانی زبان سے کام نہیں لینا، انسان جیسی حرکتیں کوئی نہیں کرنی، اگر انسان جیسی حرکتیں بھی کرو گے تو تمہیں زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا اور کم سے کم تین سال پھر گلیوں میں پھرنے نہیں دیا جائے گا۔ انسان جیسے لباس نہیں پہننے، انسان جیسا معاشرہ اختیار نہیں کرنا۔ ہم تو صرف اتنا کہہ رہے ہیں اور تم پاگلوں کی طرح ساری دنیا میں بدنام کر رہے ہو کہ ہمیں حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ الٹا ہمیں کہتے ہیں کہ تم بڑے جاہل ہو جھوٹے الزام لگا رہے ہو کہ ہم تمہیں حقوق سے محروم کر رہے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں بے شک انسان سمجھتے رہو اپنے آپ کو بس اتنی سی بات ہے کہ انسان جیسی باتیں کوئی نہیں کرنی یہ کس طرح حقوق سے محرومی ہوگئی؟ یہ اعلان ہوا ہے شریعت کی کورٹ سے۔ آیا یہ درست ہے عقل اور انصاف کے مطابق ہے اس کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ آپ کی عقلیں جو سوچ رہی ہیں وہ تو ان کی عقلیں نہیں ہیں۔ اگر وہ ایسا سوچیں تو ہو سکتا تھا کہ ایسا جاہلانہ فیصلہ کرتیں اس لئے خطبہ سننے والے جو مسکرا رہے ہیں ان سے میں کہتا ہوں کہ وہ عقلیں اور قسم کی ہیں ان کو ان باتوں کی سمجھ نہیں آرہی اگر سمجھ آرہی ہوتی یہ فیصلہ ہی نہ دیتی۔

ان کیلئے ایک اور طریق ہے وہ میں ان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر واقعی یہ انصاف ہے تو ہم سے تبادلہ کر لو انصاف کا۔ آج کے بعد تم اپنے آپ کو مسلمان سمجھو لیکن مسلمان کہنا نہیں اور ہم کہیں گے کہ ہاں دیکھو کیسا عمدہ انصاف ہوا ہے۔ آج کے بعد تم عبادت اپنے اوپر فرض سمجھو اور قرآن کریم کی اطاعت فرض سمجھو اور اذانیں دینی بند کر دو اور پھر ہم کہیں گے کہ دیکھو کیسا عمدہ انصاف ہے! ہم تو تمہیں کہتے ہیں کہ بعینہٖ انصاف کے مطابق ہم تمہیں یہ انصاف دے رہے ہیں کہ مسلمان بے شک سمجھو کہنا نہیں۔ تم بے شک آنحضرت ﷺ کو واجب التعمیل سمجھو لیکن حکم بالکل نہیں ماننا، کسی سنت پر کسی حدیث پر عمل نہیں کرنا، کسی نصیحت کو نہیں ماننا اور پھر ہمیں یہ نہ کہنا کہ ناانصافی ہوئی ہے کیونکہ تمہارا فیصلہ ہے کہ یہ ناانصافی نہیں ہے مسلمان کا حق مل گیا۔ اگر انصاف ہے تو پھر انصاف میں تو تبادلے ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر کسی کو تقسیم کے لئے دیا جائے اور وہ تقسیم ٹھیک نہ کرے تو پھر عام دنیوی طریق کے مطابق کہتے ہیں بہت اچھا اگر تم سمجھتے ہو ٹھیک ہے تو بانٹ لیتے ہیں ہم آپس کی تقسیم، تم میری لے لو میں تمہاری لے لیتا ہوں۔ زمیندار اکثر اسی قسم کے فیصلے کرتے ہیں اور وہ ایسی مشکل میں

ڈال دیتے ہیں ضد کرنے والوں کو ان کو اختیار ہی نہیں رہتا۔ کہتے ہیں اچھا یا فیصلہ تم کرو اور ہمیں اجازت دو کہ ہم جو حصہ چاہیں اٹھالیں یا ہم سے فیصلہ کروالو اور تم پھر اٹھالو جو چاہو۔ یہ انصاف کا ایک عام طریق ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ بڑے سے بڑا ضدی بھی اگر ایک دفعہ یہ بات مان جائے تو وہ قابو آجاتا ہے تو چونکہ آپ سے ہم نے فیصلہ کروایا ہے اس لئے ہمیں پھر اپنا حصہ تو اٹھانے دیں۔ آپ تو کہتے ہیں برابر کی تقسیم ہے تو پھر اب اختیار ہمیں ملنا چاہئے کہ کون سا تم اپنے لئے قبول کرتے ہو۔ تو ہم تو پھر یہی قبول کریں گے کہ جو تم ظلم سمجھ رہے ہو وہ ہمارے حصے ڈال دو۔

ظلم میں نے کیوں کہا؟ وہ اس لئے کہ بعض علما یہ اعلان کر رہے ہیں اور اخباروں میں چھپ رہا ہے کہ احمدیوں کے ساتھ ظلم نہیں ہوا، مسلمانوں یعنی ان کے ساتھ ظلم ہو گیا ہے۔ تو اگر یہ فیصلہ ابھی بھی اتنا پورا نہیں ہوا ان کے نزدیک ابھی اتنا شدید نہیں ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جو فیصلہ ہوا ہے اصل بات یہ ہے اس میں کہ احمدی خواہ مخواہ شور مچاتے ہیں کہ ظلم ہو گیا ہے ظلم ہوا ہے مسلمانوں کے ساتھ یعنی ان کے ساتھ اور احمدیوں کو حق سے زیادہ مل گیا ہے۔ تو پھر تقسیم کرلو، ہمیں مظلوم بنا دو جس کو تم ظلم سمجھتے ہو اور آپ ظالم بن جاؤ اپنی اصطلاح میں ہمیں منظور ہے اور پھر اگلے فیصلے بھی جو کرنے ہیں وہ بھی اسی حساب سے کرتے چلو جاؤ۔ تو اگر دنیا کے عام انصاف کے طریق کو اختیار کیا جائے تو کوئی مسئلہ مشکل رہتا ہی نہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہر فیصلہ جہالت کا کہیں یا ظلم کا کہیں وہ خدا کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ یہ ہے سب سے بڑی تکلیف کہ اسلام اور شریعت کو ایسا بدنام کیا جا رہا ہے کہ ساری دنیا میں اگر یہ باتیں دنیا کے سامنے رکھی جائیں تو حیران ہو کر دیکھتے ہیں بعض ان کو تسلیم بھی نہیں کرتے۔ لاء کمیشن کے سامنے جب ایک وفد پیش ہوا، انہوں نے کہا یہ باتیں ہوئی ہیں تو وہ تو مانتے ہی نہیں تھے شروع میں۔ کہتے تھے ہو سکتا ہی نہیں، یہ ناممکن ہے اس زمانہ کے انسان کی عقل میں ایسی بات آ ہی نہیں سکتی۔

تو یہاں تک پہنچ گئے ہو تم لوگ۔ حد ہوتی ہے گراوٹ کی، انصاف کے نام پر ظلم اور شریعت محمدیہ کے نام پر یہ اندھیر نگری نعوذ باللہ من ذلک۔ جو کچھ کہنا ہے اپنی طرف سے کہو اپنے دل کی تاریکی کو قرآن کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟ ہم جو اسلام کی خدمت کرنے والے ہیں، ہم جو تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرنے والے ہیں تم پشت پر سے بھی ہمیں چھرے گھونپو اور آئندہ آگے بڑھنے کے

لئے بھی ہماری راہیں بند کرواور دشمن کے ہاتھ مضبوط کرو اسلام کے خلاف؟ کوئی حد تو ہونی چاہئے۔ اس سے باز آنا چاہئے اب کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بار بار یہ وقت اب تھوڑا رہ گیا ہے میرے نزدیک۔ وہ دن قریب ہیں جب خدا کی پکڑ ان کو لے لے گی اور جب خدا کی پکڑ آتی ہے تو قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ (ص:۴) اس وقت وہ گھیرا پڑ چکا ہوتا ہے۔ پھر باہر نکل کر بھاگنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ تو اللہ تعالیٰ کا خوف کرو اور خدا کے نام پر قرآن کریم سے مذاق نہ اڑاؤ۔ اسلام کے تصور انصاف کی دھجیاں نہ بکھیرو۔ تقویٰ کے نام پر ہر جہالت کی تعلیم نہ دو کیونکہ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ زیادہ دیر تک تمہیں ڈھیل نہیں دے گا۔

یہی میری نصیحت ہے اللہ تعالیٰ معاف کرے اس قوم کو۔ اس میں بہت اچھے لوگ بھی ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ میں پھر تکرار کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو اس وقت جماعت احمدیہ پر ظلم کر رہے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں تعداد میں۔ ایک معمولی اقلیت ہے جسکی کوئی بھی حیثیت نہیں ملکی اکثریت کے مقابل پر اور وہ اقلیت نافذ ہو چکی ہے بدبختی سے اس لئے اسکے داغ سارے ملک کی طرف احمدی نے منسوب نہیں کرنے یہ میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں اور وہ دکھ جو ہیں ان کے نتیجہ میں اکثریت کو کوئی بددعا نہیں دینی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اکثریت کی شرافت ہے جو جماعت احمدیہ کے اوپر مزید مظالم نہیں ٹوٹے۔ بہت زیادہ خوفناک حالات ہو سکتے تھے اگر بھاری اکثریت شریف نہ ہوتی۔ عدالتیں ہیں، پولیس ہے، ہر قسم کے محکمے ہیں بعض لوگ ہیں جو بت پرست رجحان رکھنے والے وہ حکومت کی خاطر ہر ظلم کر جاتے ہیں لیکن وہ بہت ہی تھوڑے ہیں، گنتی کے چند ہیں وہ۔ بھاری اکثریت ہے جس کا دل اس فیصلے میں نہیں ہے، کھلم کھلا وہ کہتے ہیں جب ان کے پاس اس قسم کی شکائتیں آتی ہیں تو وہ رد کر دیتے ہیں ان کو کہتے ہیں جو چاہو کرو حکومت سے ہماری شکایت کرو لیکن ہم یہ جاہلانہ بات نہیں کریں گے۔

تو قوم کی حالت نہ صرف یہ کہ اتنی خراب نہیں جتنی سمجھی جا رہی ہے بلکہ دن بدن قوم کو ان اندھیروں کو دیکھنے کے نتیجے میں روشنی ملنی شروع ہوگئی ہے اور وہ باتیں جو اس سے پہلے آپ نہیں سمجھا سکتے تھے آج قوم خود سمجھنے لگ گئی ہے کہتے ہیں:

تنزل کی حد دیکھنا چاہتا ہوں
کہ شاید یہیں ہو ترقی کا زینہ

تو بعض دفعہ قوموں کو تنزل کی حد میں جا کر ترقی کے زینے ملتے ہیں یہی حال اس وقت پاکستان کی قوم کا ہے۔ بعض ظالموں نے ظلم کی اور جہالت کی انتہا کر دی یہاں تک کہ ایک ردعمل پیدا ہو گیا ہے اور عوام الناس دن بدن دیکھنے لگے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمدردیاں دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ اتنی شدید کوشش کی ہے حکومت نے لکھوکھہا روپیہ خرچ کر کے کہ جماعت احمدیہ بدنام ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف نہایت گندی کتابیں شائع کروائیں۔ ڈرامے لکھوائے لوگوں سے ذلیل، ربوہ کے متعلق عجیب وغریب کہانیاں شائع کروائی گئیں۔ ہر قسم کا گند اور خبث باطن جو ان کا اپنا تھا وہ نکلوا کر جماعت پر پھینکا۔ عام حالات میں آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اگر ایسی بات ہوتی تو کیسی قیامت وہاں ٹوٹ سکتی تھی مگر جتنی یہ زیادہ کوششیں ہو رہی ہیں اتنا ہی زیادہ عوام ردعمل دکھا رہے ہیں اور جماعت کے زیادہ قریب آتے چلے جارہے ہیں۔

اس لئے بڑی جہالت ہوگی کہ جب آپ اُن کے پیچھے جارہے تھے اور وہ آگے دوڑ رہے تھے اس وقت تو آپ دعائیں کر رہے ہوں اور جب وہ آپ کی طرف دوڑنے لگے ہیں تو آپ ان کے لئے بددعا شروع کر دیں اس لئے بعض بے صبرے لوگ جو خطوں میں بے قرار ہو کر کہتے ہیں کہ قوم تباہ ہو جائے نعوذ باللہ من ذلک یہ ہو جائے ان کو میں بتا رہا ہوں کہ تمہارا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر تم اس قسم کی سوچ سوچو۔ تم نے بھلائی سوچنی ہے بنی نوع انسان کی اور خاص طور پر اپنے اہل وطن کی اس لئے پاکستانی کا فرض ہے خصوصیت کے ساتھ اور احمدی کا بالعموم احمدیت کی بقا کی خاطر کہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رجحان کو اور زیادہ بڑھائے اور زیادہ تقویت دے، ان پر رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے مخالف حالات میں بھی سچ کی خاطر زبان کھولنی شروع کر دی ہے، ان کے گھروں کو برکتیں عطا فرمائے جنہوں نے تحریک اور تحریض کے باوجود، حکومت کی چھتری کے باوجود احمدیوں کو لوٹنے سے احتراز کیا۔ آج سے زیادہ بہتر موقع احمدی کے خلاف ظلم کا پاکستان میں نہیں آسکتا اور اس کے باوجود بھاری اکثریت ہے جو موقع پانے کے باوجود رک رک رہی ہے اور اس کو استعمال نہیں کر رہی۔ تو اس قوم کے لئے تو بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو توفیق عطا فرمائے کہ جلد جلد ان کی آنکھیں کھلتی چلی جائیں جیسا کہ نظر

آ رہا ہے کہ کھل رہی ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب خدا ان ظالموں کو سزا دے گا تو کس تیزی کے ساتھ یہ قوم احمدیت میں داخل ہونا شروع ہوگی جتنی زیادہ انہوں نے روکیں ڈالی ہیں اتنی ہی قوت اور جوش کے ساتھ، جس طرح سیلاب کے بند ٹوٹ جاتے ہیں اس طرح میں پاکستانیوں کو خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)